127277- بہو بيمار ساس كى خدمت اور تيماردارى كرنے سے انكار كرتے ہوئے عليحدہ رہائش طلب كر رہى ہے

سوال

ميں دو بچوں كى ماں ہوں، ايک بچے نے شادى كر كے عليحدہ فليٹ ميں رہائش اختيار كر لى تو ميں اور ميرا خاوند اس كے ساتھ والے فليٹ ميں رہنے لگے، دوسرے بچے كى شادى ہوئى تو وہ ہمارے ساتھ ہى فليٹ ميں رہنے لگا، ميرى دوسرى بہو ميرے خاوند كى بھتيجى ہے اور ہمارے اس بچى اور اس كى والدہ كے ساتھ بہت ہى اچھے تعلقات تھے، ليكن شادى كے كچھ عرصہ بعد ہى مجھے ريڑھ كى ہڈى ميں تكليف كى بنا ملنے جلنے سے قاصر ہونا پڑا، اس ليے ميں كوئى بھى كام كرنے سے قاصر ہو گئى.

تقريبا دو برس تک ميرى بہو ہمارے ساتھ رہى اور اچانک ہى گھر چھوڑ كر ميكے چلى گئى اور عليحدہ گھر ميں رہنے كا مطالبہ كرنے لگى، حالانكہ اس كا كوئى سبب بھى نہيں تھا، اور خاص كر ميرے دو بچوں كے علاوہ اور كوئى اولاد بھى نہيں ہے، اور نہ ہى كوئى بيٹى ہے، ميں اپنا اور اپنے خاوند كى ديكھ بھال تک نہيں كر سكتى، اور مجھ سے كوئى ايسا عمل بھى نہيں ہوا جو بہو كى ناراضگى كا سبب بن سكتا ہو، بلكہ ميں نے اس سے اپنى بيٹى جيسا برتاؤ ہى كرتى رہى ہوں، اور اپنى اولاد كو چھوڑ نہيں سكتى، ايک دن كے ليے بھى ان كے بغير نہيں رہ سكتى.

ہم نے اصلاح كى پورى كوشش كى تا كہ وہ واپس گھر آ جائے ليكن ان كا مطالبہ شدت اختيار كرتا گيا كہ عليحدہ گھر ميں ہى رہيگى، وقتى طور پر يہ حل بھى پيش كيا كہ ہم ايک ماہ بڑے بچے كے ساتھ رہيں گے، حالانكہ بڑى بہو ملازمت بھى كرتى ہے، اور اس كے تين بچے بھى ہيں، اور اسى طرح ايک ماہ چھوٹى بہو كے ساتھ رہيں گے، چھوٹى بہو كا كوئى بچہ بھى نہيں ہے، بلكہ چھوٹى بہو والدين كا گھر قريب ہونے كى بنا پر صبح و شام اكثر اپنے والدين كے گھر ہى رہتى تھى.

ہم نے اس كى يہ كوتاہى بھى برداشت كى اور رضامندى ہى ظاہر كرتے رہے، اور اپنے بيٹے سے بھى اسے چھپا كر ركھا كہ كہيں مشكلات نہ كھڑى ہو جائيں، ہمارے ليے تو بہو اور اس كے گھر والوں كى جانب سے يہ مشكل كھڑى كرنا بہت بڑا صدمے كا باعث بن گيا ہے، كيونكہ اس كا كوئى سبب بھى نہيں، اور ہمارے تعلقات بھى بہت قوى تھے، اور پھر ميں اپنے بيٹے كو چھوڑ بھى نہيں سكتى، ميں اور خاوند نے چھوٹى بہو كے ليے گھر خالى كر ديا اور بڑے بيٹے كے پاس جا كر رہنے لگے گھر سے نكلى تو ميں بلند آواز سے پھوٹ پھوٹ كر رو رہى تھى، كيونكہ مجھے توقع نہ تھى كہ زندگى ميں مجھے ايسا دن بھى ديكھنا پڑے گا.

اس كے بعد بہو كے والد نے لوگوں كى باتوں كى خاطر اور لوگوں سے بچنے كے ليے بہو كو اس شرط پر واپس لانے كى رضامندى ظاہر كى كہ ہم ميں سے كوئى بھى اس كے گھر ميں داخل نہيں ہو گا، اور نہ ہى بہو كے ميكے كوئى جائيگا، اس طرح ميرى بہو سے محبت كراہت ميں تبديل ہو گئى اور ميں اس كے ليے بددعا كرنے لگى، اس حالت كو اب تقريبا دس ماہ ہو چكے ہيں، اور اس كے مقابلہ ميں بہو كے ميكے والوں كى جانب سے قطع رحمى بھى ہو رہى ہے، ميں بہت پريشان ہوں اور حرام كام ميں پڑنے سے خوفزدہ ہوں، كہ كہيں يہ حرام نہ ہو، اور ميں اپنے آپ پر كنٹرول بھى نہيں كر سكتى كہ اسے پسند كرنے لگوں، اس ليے آپ سے گزارش ہے كہ آپ ہميں اس سلسلہ ميں معلومات فراہم كريں، كہ ہميں كيا كرنا چاہيے تا كہ ہم حرام عمل ميں نہ پڑ جائيں، اور اللہ كى ناراضگى سے بچ سكيں، اللہ تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے.

پسنديدہ جواب

اول :

ہماری سائلہ بہن آپ یہ علم میں رکھیں کہ آپ کی بیوی کو علیحدہ اور مستقل گھر میں رہنے کا حق حاصل ہے.جس میں رہنے سہنے کی ساری ضروریات موجود ہوں، اور یہ رہائش خاوند کی وسعت وقدرت اور بیوی کی حالت کے مطابق ہوگی، یہ بیوی کے حقوق میں شامل ہے.جس سے وہ دستبردار بھی ہوسکتی ہے تاکہ بہواپنی ساس اور سسر کے ساتھ رہ سکے، اگروہ دستبردار ہوجائے یا پھر خاوند نے شادی کرنے سے قبل ساس سسر کے ساتھ رہنے کی شرط رکھی اور بیوی نے قبول کرلی، یا پھر بیوی کو علم ہوکہ خاوند اپنے والدین کے ساتھ ہی رہے گا علیحدہ نہیں ہوگا اور بیوی نے اسی حالت میں شادی کرنا قبول کرلیا توپھر وہ شادی کے بعد علیحدہ رہائش کا مطالبہ نہیں کرسکتی.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جو شخص بیوی کے لیے شرط رکھے کہ وہ اسے اپنے والد کے گھر میں ہی رکھے گا اور بیوی نے خاموشی اختیار کرلی پھر بعد میں بیوی علیحدہ رہائش کا مطالبہ کرے اور خاوند ایسا کرنے سے عاجزہوتوخاوندپروہ چیزلازم نہیں کی جاسکتی جس سے وہ عاجزہے، بلکہ اگرطاقت بھی ہوتوامام مالک کے ہاں بیوی کوایسا مطالبہ کرنے کا حق نہیں.جس میں شرط نہیں رکھی اس میں امام احمد وغیرہ کا بھی ایک قول یہی ہے"

دیکھیں : الاختیارات (541).

دوم :

ہماری بہن آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی بہوؤں پر آپ یا آپ کے خاوند کی خدمت کرنا واجب نہیں، لیکن اگروہ راضی خوشی کرتی ہیں توپھر کوئی حرج نہیں، اورپھر خاوند کے بیوی کے حقوق میں شامل نہیں ہے کہ بیوی اپنی ساس اور سسر کی خدمت کرے، ان کے مابین جوشرعی عقد نکاح ہوا ہے اس کی بنا پر بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے، اورخاوند سے پیدا ہونے والی اولاد کی تربیت اور دیکھ بھال کرنا فرض ہوگی.

لیکن خاوند کا اپنی بیوی کو والدین کی خدمت کرنے کا مکلف کرنا اوراس پر انہیں مجبور کرنا جائز نہیں ہے اورنہ ہی شریعت نے اسے واجب کیا ہے، لیکن اگرکوئی عورت اپنی راضی وخوشی سے اجروثواب حاصل کرنے اور خاوند کوخوش رکھنے کے لیے خدمت کرتی ہے توکوئی حرج نہیں.

بیوی کی جانب سے ایسے مباح امور تلاش کرنا اوراعمال بجالانا جس سے خاوند راضی ہوتا ہو یہ اس کی عقلمندی اوردینی متانت کی دلیل ہے، لیکن اگرکوئی ایسا نہ کرے توکوئی حرج نہیں ہے.

مزید آپ سوال نمبر (120282) کے جواب کا مطالعہ کریں.

سوم :

اگرچہ کسی شرعی دلیل کے نہ ہونے کی بنا پر آپ کی بہو پر آپ کی خدمت اور دیکھ بھال کرنا واجب نہیں، لیکن اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان تو یہ ہے :

{اور تم آپس میں ایک دوسرے کے فضل کو مت بھولو یقینا اللہ سبحانہ وتعالی جو تم عمل کررہے ہو انہیں خوب دیکھنے والا ہے}.البقرۃ(237).

اور اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ بھی فرمان ہے :

{اور تم (ایک دوسرے کے ساتھ) احسان کرو، یقینا اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے}.البقرۃ(195).

اہل مروت لوگوں میں تو یہ رواج بن چکا ہے اور خاص کر جب خاوند اور بیوی کا آپس میں پہلے سے ہی رشتہ دار ہوں جو کہ آپ میں موجود ہے، اور پھر اس کی اولاد بھی نہیں بلکہ بیوی سارا دن فارغ رہتی ہے، اور اس کو کوئی کام بھی نہیں.

لیکن آپ کے بچوں پر واجب ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی بیویوں کی معاونت کریں، اور اگر کسی ایک بہو پر بوجھ ہو تو دوسری بہو اس کی معاونت کرے، اس سلسلہ میں بھی آپ کے بیٹوں کو ان کی معاونت کرنا ہو گی، اور اگر وہ ملازمہ لا کر رکھنے کی استطاعت ہو تو وہ آپ کے لیے ملازمہ رکھ لیں اور ان کی بیویوں کو بھی حسب استطاعت کام کرنے کا کہہ سکتے ہیں، اور پھر اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے.

چہارم :

اس عورت اور اس کے خاندان والوں کے متعلق آپ میں جو تبدیلی آئی ہے وہ ایک طبعی چیز ہے، کیونکہ احسان کرنے والے کے ساتھ محبت پیدا ہونا اور برا سلوک کرنے والے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنا ایک طبعی چیز ہے اور یہ خود بخود پیدا ہو جاتی ہے.

لیکن فضل و کرم والے لوگ اس کے پیچھے نہیں پڑ جاتے بلکہ وہ اس کے اثرات سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور جو ان کے ساتھ برا سلوک کرے اس معافی و درگزر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے، اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، یقینا بات یہی ہے کہ اللہ تعالی ظالموں سے محبت نہیں کرتا}.الشوری (40).

اگر انسان اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے کو معاف کر کے احسان کے مقام و مرتبہ تک پہنچ جائے تو اس کے لیے یہ اللہ جل جلالہ کی جانب سے بہت عظیم فضل و کرم کا باعث ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی، برائی کو بھلائی سے دور کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائیگا جیسا دل دوست، اور یہ بات تو صرف صبر کرنے والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے، اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا، اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو، یقینا وہ بہت ہی سننے والا خوب جاننے والا ہے}.حم السجدۃ (34-35).

شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"خاص احسان کا موقع بہت بڑا ہے، وہ یہ کہ جس نے آپ کے ساتھ برا سلوک کیا ہے اس کے ساتھ تم احسان کرو، اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے :

"برائی کو اچھائی کے ساتھ دفع اور دور کرو"

یعنی جب مخلوق میں سے آپ کے ساتھ کوئی شخص برا سلوک کرے، خاص کر وہ شخص جس کا آپ پر بہت بڑا حق ہے مثلا رشتہ دار اور دوست و احباب وغیرہ آپ کو برا کہیں یا آپ کے ساتھ کوئی برا فعل کریں تو آپ اس کے مقابلہ میں اس کی ساتھ احسان کریں، اگر وہ شخص آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے تو آپ اس سے صلہ رحمی کریں، اور اگر وہ آپ پر ظلم کرتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیں، اور اگر وہ آپ کے خلاف باتیں کرتا ہے تو آپ اس کا بدلہ مت لیں بلکہ اسے معاف کر دیں، اور اس کے ساتھ نرم رویہ کے ساتھ بات چیت کریں.

اور اگر وہ آپ سے بائیکاٹ کرتا ہے اور آپ سے کلام نہیں کرتا تو آپ اس کے ساتھ پھر بھی اچھی بات کریں، اور اسے سلام کریں، اس لیے جب آپ برائی کے مقابلہ میں اچھائی اور نیکی کریں گے تو اس سے عظیم فائدہ حاصل ہو گا.

اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا :

" تو وہ شخص جس کے اور آپ کے درمیان دشمنی ہے وہ دلی دوست بن جائیگا " یعنی وہ قریب اور شفقت کرنے والا بن جائیگا.

اور یہ خصلت صرف اسے ہی حاصل ہوتی ہے اس کی توفیق بھی اسے ہی ملتی ہے جو ناپسند اشیا کے حصول پر صبر سے کام لیتے ہیں، اور جو اپنے آپ کو اللہ تعالی کی محبوب اشیاء پر مجبور کر دیتے ہیں، کیونکہ نفوس میں طبعی طور پر برے سلوک کے بدلے میں برا سلوک کرنا ہی پایا جاتا ہے، اور معاف نہیں کرتے، تو پھر احسان کیسے کریں، اس لیے صبر سے کام لینے والوں میں ہی احسان پایا جائیگا.

چنانچہ جب انسان اپنے آپ کو صبر پر تیار کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم پر عمل کرے، اور اس کے عظیم اجر و ثواب کو کا علم حاصل کر لے، اور اسے معلوم ہو جائے کہ برا سلوک کرنے والے شخص کے ساتھ اسی طرح کا برا سلوک کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بلکہ اس سے بغض و عداوت اور نفرت و دشمنی میں اضافہ ہوتا ہے، اور ایسے شخص کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنے سے اس کی عزت میں کمی واقع نہیں ہوگی، بلکہ تواضح و انکساری سے تو عزت میں اور اضافہ ہوتا ہے اگر اسے ان سب اشیاء کا علم ہو جائے تو اس کے لیے یہ معاملہ آسان ہو جائیگا، اور وہ اس پر عمل کرتے ہوئے لذت و حلاوت حاصل کریگا.

اور یہ چیز تو نصیبے والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے.

کیونکہ یہ خصلت تو مخلوق میں سے خاص اشخاص کی ہے، جس کے ذریعہ بندہ دنیا و آخرت میں رفعت و بلندی حاصل کرتا ہے، جو مکارم اخلاق کی سب سے عظیم اور بڑی خصلتوں میں شامل ہوتی ہے " انتہی

دیکھیں : تفسیر السعدی (749).

اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور معافی و درگزر کرنے پر اللہ تعالی بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے، اور جو کوئی بھی تواضع اختیار کرے اللہ تعالی اسے اور مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2588).

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ دونوں کے مابین اصلاح فرمائے، اور ہمیں سیدھی راہ دکھائے.

واللہ اعلم